Al-Azhār

Volume 8, Issue 1 (Jan-June, 2022)

ISSN (Print): 2519-6707

Issue: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/issue/view/18

URL: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/article/view/351

Article DOI: https://doi.org/10.46896/alazhr.v8i01.351

Title Services of Manazir Ahsan Gilani about the Collection of Holy Quran

Author (s): Zahoor Alam and Hafiz Muhammad Asim

Received on: 26 June, 2021

Accepted on: 27 May, 2022

Published on: 25 June, 2022

Citation: Zahoor Alam and Hafiz Muhammad Asim, "Construction: Services of Manazir Ahsan Gilani about the Collection of Holy Quran," Al-Azhār: 8 no, 1 (2022): 154-168

Publisher: The University of Agriculture Peshawar

Click here for more

تدوین قرآن کے حوالے سے مناظر احسن گیلانیؒ کی خدمات

Services of Manazir Ahsan Gilani about the Collection of Holy Quran

*ظہور عالم

**حافظ محمد عاصم

Abstract

The holy Quran is the only book that is a foundation of direction for the whole mankind, Allah has explained with detail in holy Quran all of those problems which are human facing in their life. Allah himself taken responsibility of holy Quran protection. Therefore after fourteen hundred years no falsification has come in this book. Since time of holey Prophet (PBUH) holy Quran been in written form along with oral memorization. There are many books written on the collection of holy Quran, and all authors and Islamic Scholars trying to defined and explain objection on collection of holy Quran. Out of them one name Maulana Manazir Ahsan Gilani, he wrote a book with name "Tadveen Quran" and his book he defined and answer the objections of orientalists on holy Quran and its collection.

He vindicates the collection of holy Quran from internal of Quran and external with Quranic verses, Ahadith and sold evidences. This article will be discussed about the services of Manazir Ahsan to collection of Quran Insha Allah.

Key words: Collection of Quran, internal and external evidences about Holy Quran Collection, answer to objection on Collection of Quran from orientalists.

*لیکچرار شعبہ علوم اسلامیہ نمل یونیورسٹی اسلام آباد

**لیکچرار شعبہ علوم اسلامیہ نمل یونیورسٹی اسلام آباد

آسمانی کتابوں میں قرآن مجید کو یہ خصوصیت بھی حاصل ہے کہ یہ قیامت تک اپنی اصل حالت پر رہے گا، خود اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

"اِناّ نَحنُ نَزّلناَ الذِّکرَ وَ اِناَّ لَه لَحٰفِظُونَ"۔[1]

ترجمہ: "ہم نے آپ پر اتاری ہے یہ نصیحت اور ہم آپ اس کے نگہبان ہیں۔"

" ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنا بَيَانَه"[2]

ترجمہ: پھر مقرر ہمارا ذمہ ہے اسکو کھول کر بتلانا۔

قرآن مجید کا نزول ضرورت وحاجت کے مطابق تھوڑا تھوڑا ہوتا رہا، کبھی ایک آیت کبھی ایک سے زائد آیات نازل ہوتی رہیں۔ نزول کی ترتیب موجودہ ترتیب سے بالکل الگ تھی۔ یہ سلسلہ پورے عہد نبوی کو محیط رہا۔ اس لیے آپ ﷺ کے سامنے آج کی طرح کتابی شکل میں منصہ شہود پر آنا مشکل؛ بلکہ ناممکن تھا، ہاں! یہ بات ضرور ہے کہ ہر آیت کے نازل ہوتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم لکھوا لیتے تھے۔ زمانہ کے لحاظ سے نہایت ہی پائدار چیز پر لکھواتے تھے۔ چنانچہ پورا قرآن مجید بلا کسی کم وکاست کے لکھا ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرۂ مبارکہ میں موجود تھا۔ اس میں نہ تو کوئی آیت لکھنے سے رہ گئی تھی اور نہ ہی کسی کی ترتیب میں کوئی کمی تھی۔ سب سورتیں الگ الگ تھیں اور مختلف چیزوں پر لکھی ہوئی تھیں۔ کتابی شکل میں جلد سازی اور شیرازہ بندی نہیں ہوئی تھی:

قد كان القرآنُ كُلُّه مكتوباً فی عَهْدِه ﷺ لكن غيرَ مجموعٍ فِي مَوضِعٍ واحدٍ۔[3]

(ترجمہ:) پورا قرآن مجید رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں لکھا ہوا تھا؛ لیکن ایک جگہ جمع نہیں تھا۔

قرآن پاک عہد نبوی ﷺ ہی میں زبانی حفظ کی ساتھ ساتھ تحریر بھی کیا جاتا تھا۔ آپؐ نے متعدد صحابہ کرام کو وحی لکھنے پر مقرر کر رکھا تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ کے دور میں قرآن مجید کو ایک مکمل کتابی شکل میں جمع کیا گیا۔ اور اس کے نسخے مختلف علاقوں میں بھیجا گئے۔ تاہم جن لوگوں تعصب کی بنیاد پر قرآن مجید کے مختلف پہلوں پر اعتراضات کیے ہیں انہوں نے یونہی تدوین قرآن کے بارے میں بھی بہت سے اعتراضات کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی فضل وکرم سے علماء اسلام نے ان کو مدلل اور تفصیلی جوابات تحریر کیے ہیں۔ زیر نظر مقالہ میں "تدوین قرآن" جو مولانا مناظر احسن گیلانیؒ کی ایک لاجواب تصنیف ہے اس مقالہ میں آپ کی اس کتاب کی روشنی میں تدوین قرآن سے متعلق ان امور سے بحث کی جائی گی جن کی بناء پر یہ کتاب دوسرے کتب سے ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔ اس کتاب میں مولانا نے جمع القرآن کے بارے میں ان تمام غلط فہمیوں کا ازالہ کیا ہے اور ایک منفرد انداز میں ان غلط فہمیوں کی حقیقت بیان کی اور ساتھ ان کا سد باب بھی کیا ہے۔ مولانا نے اس کتاب میں تدوین

قرآن کے متعلق تمام بحوث کو سہل انداز میں بیان کیا ہے۔

مولانا مناظر احسن گیلانی برصغیر پاک وہند میں یکم اکتوبر 1892ء بمطابق 9 ربیع الاول 1310ھ کو" پٹنہ "سے 1000 کلو میٹر دور ضلع "نالندہ" کے ایک چھوٹے سے گاؤں "گیلانی" میں پیدا ہوئے۔[4]

ابتدائی تعلیم (قرآن، فارسی اور عربی وغیرہ) اپنے گاؤں میں حاصل کی اور اسکے بعد مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے "ٹونک راجستھان" چلے گئے اور وہاں پر آپ نے 1906ء سے 1013ء تک منطق، فقہ، ادب اور ریاضی کے علوم حاصل کیے۔ اور وہاں پر تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ 1914ء بمطابق 1322ھ مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے ایشیاء کي عظیم تعلیمی درسگاہ. دارالعلوم دیوبند" چلے گئے۔ اور وھاں پر آپ نے اپنے زمانے کے بھترین علماء سے تعلیم حاصل کی جن میں شیخ الھند مولانا محمود الحسنؒ، علامہ انور شاہ کشمیری اور مولانا شبیر احمد عثمانیؒ قابل ذکر ہیں۔ 1914ء بمطابق 1332ھ میں اپنی تعلیم مکمل کرلی اور وہیں پر مقیم رھے۔ اور 1916ء بمطابق 1334ھ آپ نے اپنی مادر علمی دارالعلوم میں بحیثیت استاد کام شروع کیا۔ 1920ء بمطابق 1338ھ بعض وجوہات کے بناء پر وھاں سے جامعہ عثمانیہ چلے گئے۔ شعبہ دینیات میں استاد مقرر ھوئے۔ 1949ء تک وھاں پر تدریسی خدمات سرانجام دیتے رھے اور اسکے بعد اپنے گاؤں "گیلانی" واپس چلے گئے اور آخر وقت تک تالیف اور تصنیف میں مشغول رھے۔ آخر کا ایک طویل بیماری کے 5 جون 1956ء بمطابق 25 شوال الکرم 1375ھ کو ابدي نیند پر سو گئے۔

آپ نے متعدد ایسے موضوعات پر قلم اٹھایا تھا جن پر اس وقت قلم اٹھانا ناممکن تھا۔ اسی بناء پر آپ کا وہ علمی کام آج تک لوگوں کے لیے مشعل راہ ہے۔ مناظر احسن گیلانی اردو زبان کے ایک عظیم اور نظریہ ساز مؤلف اور مصنف تھے۔ آپ نے اپنے منفرد طرز و تحریر سے ہزاروں قلوب واذھان کو فتح کیا۔

مولانا مناظر احسن گیلانیؒ کی کوئی بھی کتاب یا مقالہ باضابطہ کسی تصنیفی پروگرام کے تحت نہیں لکھا گیا۔ کسی بھی وقت کوئی آجاتا اور کسی مصلحت کے تحت فرمائش کی جاتی یا کسی اور کا مضمون نظر سے گزر جاتا تو مولانا اسی وقت بیٹھ کر لکھنا شروع کر دیتے۔ اس اثناء میں مولانا مضمون کے بجائے کتاب لکھ جاتے۔ اگر مولانا کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے تو صاف ظاہر ہے کہ کئی کتابیں اسی قبیل سے ہیں۔ اس بارے میں مولانا کے ایک شاگرد " مولانا غلام محمد " مقالات احسانی کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

> "کہ مولانا کی کوئی تحریر کام طور پر مرتب و مربوط نہیں ملتی علوم کا ورود اس اس قدر زیادہ ہوتا تھا کہ متعلق و غیر متعلق کا انتخاب ان کے لیے محال ہو جاتا تھا۔ وہ تیزی سے قلمرانی فرماتے

فقروں کی تقسیم اور عنوانات کے قیام کا ان کو مطلق شعور نہ رہتا تھا اور قلم روکنے سے پہلے ان کو کود اندازہ نہ ہوتا تھا کہ جو کچھ لکھا جارہاہے وہ مضموہوگا یا کتاب بن جائے گی۔ اور اس سب کے باوجود اپنے مسودات پر دوبارہ نظر کرتے کی زحمت بھی گوارہ نہ فرماتے تھے۔ ان مسودوں کی ترتیب و تدوین ان کے معتمد علیہ شاگردوں اور عقید تمندوں کے سپرد ہوتی تھی یا ناشر کے رحم وکرم پر منحصر رہتی"۔[5]

زیر بحث کتاب کی سبب تصنیف کچھ اس طرح ہوئی ہے کہ "مولانا ابو الکلام آزاد" کے پرائیویٹ سیکرٹری پروفیسر "اجمل خان" نے اخبار "مدینہ" جو بجنور میں شائع ہوا، اس میں اجمل خان نے قرآن مجید کی جمع و ترتیب کے حوالے سے ایسے مشکل خیالات کا اظہار کیا، جس کی وجہ سے قرآن کی موجودہ جمع وترتیب اور محفوظیت پر شبہات واقع ہو جانے کا خطرہ تھا۔ مولانا گیلانیؒ ایک مکتوب میں "ابوالحسن علی ندوی" کو اس کتاب کی تالیف کی سبب کے بارے میں لکھتے ہیں:

"آپ کو شاید میرے جنون کا حال معلوم نہیں اجمل نامی پروفیسر کے نام سے "مدینہ" میں مضامین کا ایک سلسلہ شروع ہوا غصہ آرہا تھا دبانہ سکا، رات کو قلم لیا پراگندہ خیالات سمیٹے لکھ کر بھیج دیا مسودہ تیار ہی کب تھا وہی مسودہ وہی مبیضہ تھا طبع ہونے کے بعد ایک کاپی آئی تھی یاروں نے اسے بھی ختم کر دیا سنہ تو یاد نہیں لیکن جس طرح سنہ میں شائع ہوا مارچ کا مہینہ غالبا17 مارچ تھا"۔[6]

زیر بحث کتاب "تدوین قرآن" جو مولانا گیلانیؒ کی ایک یادگار نصنیف ہے اس میں آپ نے جمع القرآن کے بارے میں عوام الناس میں جو جو غلط فہمیاں پیدا ہوئیں ان کے ازالہ کے لیے مولانا نے نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ حقیقت سے لوگوں کو آگاہ کیا۔ ساتھ ہی ان غلط فہمیوں کا سدباب بھی پیش کیا۔

در حقیقت زیر بحث کتاب مولانا گیلانیؒ کی ایک مبسوط اور ضخیم غیر مطبوعہ کتاب کا ایک خلاصہ ہے۔ اس کو مولانا کی حیات میں آپ کے ایک شاگرد معتمد اور رفیق "مولوی غلام ربانی" نے تیار کیا۔ مولانا کو پیش کیا اور آپ کی تصدیقی کلمات کیساتھ پہلی مرتبہ ندوۃ المصنفین دہلی سے اور دوسری مرتبہ 1986ء کو مکتبہ اسحاق جونا مارکیٹ کراچی سے شائع ہوا۔[7]

عرصہ دراز سے یہ کتاب بازار میں دستیاب نہ تھی اور اس کو تیسری بار شائع کرنے کی بہت ضرورت تھی لیکن طبع دوم میں بظاہر بہت غلطیاں دکھائی دیتی تھی جن سے پتہ چلتا ہے، کہ طبع اول میں بھی کچھ غلطیاں رہ گئی

ہو نگی۔ عبارتوں میں تقطیع، مراجع، صفحہ نمبر اور بعض آیتوں کے حوالے سے کچھ غلطیاں سامنے آئی تھی، تو اس طبع کو شائع ہونے سے پہلے ان غلطیوں کا تصحیح کرنا ناگزیر تھا۔ زیر بحث کتاب میں تقریباً یہ درجہ بالا غلطیوں کی تصحیح کی گئی۔ اس کتاب کو مقدمہ کے لیے مولانا ڈاکٹر محمد عبد الحلیم چشتی کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے اس کتاب کے لیے ایک مقدمہ لکھا اور ساتھ غلطیوں کی نشاندہی بھی کی لیکن مصروفیت کی بناء آپ نے تصحیح کرنے سے معذرت کی۔ تصحیح کا کام مولوی محمد اسد اللہ کے حوالہ کی اور انہوں نے حتی الوسع تصحیح و تخریج کی۔ اور آخر میں "مولانا محمد انور بدخشانی" اور "مولانا محمد عبد الحلیم چشتی" نے اپنی مشاغل و مصروفیات کو ترک کر کے اس کتاب پر ایک تقریظ اور ایک تفصیلی مقدمہ تحریر فرمایا۔[8]

مقدمہ اور تقریظ کے بعد اس کتاب پر مولانا گیلانیؒ نے خود ایک تمہید لکھی تھی۔ اس میں آپ نے اس کتاب کے بارے میں لکھا ہے کہ "زیر نظر کتاب کے پس منظر میں فقیر کی تقریباً تیس چالیس سال کے مسلسل سوچ و فکر اور جستجو کا ذخیرہ موجود تھا"۔ اور آپ کی کتاب کے تحقیقی نتائج اس کتاب میں درج ہیں۔ اور آپ اپنی مبسوط کتاب کے خلاصے، مطالعے اور مشاہدے کے بعد کچھ یوں لکھتے ہیں۔ کہ آپ کے رفیق "مولوی غلام ربانی ایم اے" کے اس تدوین قرآن کے خلاصہ کے شائع ہونے کے بعد اب اصل کتاب کی ضرورت نہیں رہی۔ اس بارے میں آپ لکھتے ہیں:

> "اگرچہ فقیر نے خود بھی اس عنوان پر مستقل کتاب لکھی ہے لیکن جہاں تک میرا خیال ہے میری کتاب کے اس "جوہری خلاصہ" کے شائع جانے کے بعد اب اصل کتاب کی اشاعت کی چنداں ضرورت باقی نہیں رہی ہے، کیونکہ اس ضخیم و مبسوط کتاب کے اکثر جوہری حقائق، اصولی مشتملات اس مختصر کتاب میں محفوظ ہوگئے ہیں"۔[9]

قرآن پاک کا دوسری آسمانی کتابوں سے تعلق

تاریخی اعتبار سے اسکا تعین مشکل نہیں بلکہ ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نوع انسان کے لیے پہلی کتاب کون سی اور کب ملی ہے؟ اس بارے میں قرآن پاک کا ایک اجمالی بیان ہے۔ کہ ہر قوم میں آسمانی ہدایت کی تعلیم کے لیے اللہ تعالیٰ کے نمائندے آتے رہے۔ جس طرح حضرت محمد ﷺ پر قرآن کی وحی ہوئی اس سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام پر اور آپ کے بعد والے انبیاء کرام پر بھی وحی آتی رہی۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

انا او حینا------بعدہ"[10]

مولانا گیلانیؒ کہتے ہے کہ آج بھی وہی دستور ہے جو ہمارے آباء اجداد کو ملا تھا یہ صرف اسی دستور کا اعادہ ہے اور یہی دین اور دنیا کا یہ دستور ہمارا ایک ترکہ ہے۔ لیکن یہ ایک حقیقت بھی ہے کہ اس دستور کی حفاظت و نگرانی میں غفلتوں اور لاپراہیوں کی بناء پر جب لوگ اپنے ہی بنائے ہوئے دستور پر عمل پیرا ہوتے رہے تو پھر اس دستور میں تجدید کی ضرورت پیش آتی رہے۔ لوگوں کو فطرتی دستور کی طرف واپس کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً رسولوں اور پیغمبروں کو بھیجتا رہا۔

اس بارے میں مولانا گیلانیؒ لکھتے ہیں:

"کہ مقنن کی شخصی وحدت کی بنیاد پر لوگ اپنے اس موروثی قانون کو ایک ہی قانون کی حیثیت سے دیکھتے مگر تصدیق و توثیق، تصحیح اور تکمیل وغیرہ اغراض کے لیے متعدد پیغمبروں کا ظہور مختلف زمانوں میں جو ہوتا رہا یہ عجیب بات ہے کہ اسی ایک دستور العمل کے پیش کرنے والوں کے اس تعدد و کثرت کو دیکھ کر غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے کہ مذہب دنیا میں ایک نہیں بلکہ متعدد اور بہت ہیں۔"[11]

مولانا گیلانیؒ کہتے ہیں کہ قرآن پاک گزشتہ آسمانی کتابوں کا آخری ایڈیشن ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ اگر کسی مصنف کی ایک کتاب کے چند ایڈیشن دیکھ کر یہ کہنا غلط ہے کہ مصنف کی ایک کتاب نہیں بلکہ متعدد ہیں۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ قرآن مجید پچھلی ساری آسمانی کتابوں کا آخری اور مکمل ایڈیشن ہے اور اس کا بیان ہے کہ قوموں کے پاس جو پرانے مشکوک و مشتبہ یا ناقص نسخے رہ گئے ہیں۔ اس آخری ایڈیشن یعنی قرآن کا یہ مطالبہ ہے کہ اسی سے کتاب سے اس کتابوں کا تصحیح کرے۔ اور اس کا قطعاً یہ مقصد نہیں کہ آپ کے پاس جو آسمانی دین اور مذہب جو آپکو اباؤ اجداد سے ملا ہے وہ چھوڑیں بالکلیہ قرآن پاک کو مانا جائے۔ یقیناً نہ یہ قرآن کا مطالبہ ہے اور نہ قرآن کے ماننے والوں نے کبھی یہ دعوت دی ہے۔ اس بارے ایک صحابی رسولؐ "عبد اللہ بن سلام جو علماء بنی اسرائیل سے تعلق رکھتے تھے۔ جب آپ رسول اکرم ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی تو انہوں نے عرض کیا کہ قرآن کے ساتھ ساتھ تورات کی تلاوت بھی جاری رکھوں؟ تو جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا: "اقراء ھذا الیلۃ وھذا الیلۃ"۔[12]

ترجمہ: ایک رات قرآن کو پڑھو اور ایک رات تورات کو۔

کیا قرآن کسی کو اس کے آبائی اور موروثی دین سے جدا کرتا ہے؟

اگر مطالعہ کیا جائے کہ کھربوں کی تعداد میں مسلمان دنیا کے مختلف علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں اس میں یہودی، عیسائی اور دوسرے مذاہب کے لوگ بھی موجود ہیں جو بعد میں مسلمان ہوئے۔ جو عیسائی تھے کیا اسلام

لانے کے بعد انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کی تکذیب کی، یا جو یہودی تھے مسلمان ہونے کے بعد موسیٰ علیہ السلام یا توراۃ یا باقی انبیاء بنی اسرائیل کی توہین کر رہے ہیں اور انہیں جھٹلا رہے ہیں۔ اصل میں جو لوگ حضرت عیسیٰ اور موسیٰ علیہما السلام کے تعلیمات سے دور ہو گئے تھے قرآن مجید کو مان کر دوبارہ حضرت عیسیٰ اور موسیٰ علیہما السلام کے صحیح تعلیمات کے قریب ہو گئے۔ اس بارے میں مولانا گیلانیؒ لکھتے ہیں:

> "پس حقیقت یہی ہے کہ اپنے آباء اولین اور گزشتہ باپ دادوں کے دین سے قرآن پا کو مان کر قطعا کوئی الگ نہیں ہوا ہے، بلکہ جو الگ ہوئے تھے بلا خوف تردید دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ ان کے آبائی دین ہی کی طرف خدا کی اس آخری کتاب نے ان سب کو واپس کر دیا ہے۔ اس نے توڑا نہیں ہے بلکہ جو ٹوٹے ہوئے تھے ان کو اپنے بزرگان سلف اور ان کی سچی تعلیم، صحیح زندگی کے ساتھ جوڑ دیا ہے، واقعہ یہی ہے خواہ دینا اس کو مانے یا نہ مانے قرآن کی دعوت و تبلیغ کا یہی محور نصب العین ہے۔ بکھری ہوئی منتشر اور پراگندہ انسانیت کو اسی راہ سے وحدت ووفاق کے مرکزی نقطہ پر وہ سمیٹ کر لے آنا چاہتا ہے۔"[13]

تدوین قرآن کے حوالے سے مصدقہ شہادتیں

مولانا گیلانیؒ نے اپنی کتاب میں ان تمام سوالات اور شبہات کا جائزہ لیا ہے جو ابتداء نزول قرآن کے وقت لوگوں نے اٹھائے تھے۔ وجہ یہ تھی کہ اس وقت عرب میں خواندگی اور تحریر کا دائرہ بہت محدود تھا۔ اور اس وقت قرآن پاک کی کتابت سریع الزوال چیزوں پر جیسے کھجور کے پتوں، ہڈیوں، پتھر اور لکڑی کی تختیوں پر محدود پیمانوں پر کی گئی تھی۔ ترتیب توقیفی میں اختلاف کے وجہ سے ترتیب قطعی میں اختلاف رہا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ موجودہ جمع و تدوین قرآن حضرت محمد ﷺ کے وصال مبارک کے بعد عمل میں آیا- اسی وجہ سے بعض لوگوں نے قرآن حمید کے بارے میں مکمل الہامی ہدایت کے مطابق مدون ہونے کے دعوٰی کو مشکوک قرار دیا ہے۔ مولانا نے ان تمام سوالوں اور شکوک کے جوابات دیں۔ اس پر شہادتیں پیش کرتے ہوئے آپ نے ان شہادتوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے:

1: قرآن سے داخلی شہادتیں

دیکھا جائے کہ ان تمام کتابوں میں جن کو قومیں اللہ تعالٰی کی طرف منسوب کرتے ہیں ان میں سے قرآن ایک ایسی کتاب ہے جو اپنے متعلق تمام قسم کے سوالات کے جوابات کے لیے خود مکتفی ہونے کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسکے علاوہ کسی قسم کے تاریخی روایات جو قرآن کے جمع و تدوین کے حوالے سے موجود ہیں ان کی ضرورت ہی

نہیں پڑتی۔ اور ان سوالوں کے جوابات قرآن ہی میں موجود ہیں۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ اس کتاب (قرآن مجید) کی ابتدائی حالت کیا تھی؟ مطلب کہ وہ دوسرے کتب جو خدا کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں۔ ان کتابوں کی ابتداء زبانی یادداشتوں اور گیتوں کی شکل میں ہوئی- صدیوں بعد وہ قلمبند ہوئیں۔ تو اس بارے میں قرآن پاک کی تدوین کس طرح ہوئی ہے؟

اس سوال کے بارے میں قرآن پاک ابتداء میں فرماتا ہے : "ذالک الکتٰب لاریب فیہ" [14] یہ ایک نوشتہ ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس جملہ میں آپ کو اس سوال کا جواب ملتا ہے کہ کتاب کا مطلب لکھی ہوئی چیز کی ہے۔ اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو مکتوبہ شکل ہی میں پیش کرنا چاہتا ہے۔ دوسری طرف اگر دیکھا جائے تو کفار عرب ہی نے یہ کلمہ استعمال کیا ہے جو اللہ نے قرآن میں ذکر فرمایا ہے:

"وَقَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلَىٰ عَلَيْهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا"[15]

ترجمہ: اور کہتے ہیں اگلوں کے افسانے ہیں جن کو اس شخص نے لکھوار کھا ہے پھر وہ اسے صبح و شام پڑھ کر سنائے جاتے۔

اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن پاک کی کتابت ابتداء ہی سے شروع ہوئی تھی۔ کفار عرب اس وقت یہ جانتے تھے جب جنہوں نے اس کو خدا کی کتاب بھی نہیں مانا تھا۔[16]

اس کے علاوہ دوسرے سوالات کہ قرآن کس چیز پر لکھا گیا تھا؟ حضرت محمد ﷺ تو خود اُمّی تھے مطلب لکھنے پڑھنے سے ناواقف تھے تو آپؐ اس کو کن لوگوں سے لکھواتے تھے؟ ان سوالات کے جوابات قرآن خود دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ فِىْ رَقٍّ مَّنشُوْرٍ"[17]

ترجمہ: قسم ہے کوہ طور کی اور کتاب کی جو کشادہ ورق میں لکھی ہوئی ہے۔

اس آیت میں لفظ "رق" استعمال ہوا ہے اور رق ایک خاص قسم کی باریک جھلی کو کہتے ہیں جو لکھنے کے لیے تیار کی جاتی ہے۔ انگریزی میں اس کو ""Parchment" کہتے ہیں- اور قدیم زمانہ میں اس پر تورات، انجیل وغیرہ بھی لکھے گئے ہیں جو آج بھی موجود ہیں۔ قرآن خود یہ کہتا ہے کہ اس کی کتابت بھی "رق" پر ہوئی ہے۔ ایک دوسری جگہ پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"فِىْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ بِاَيْدِىْ سَفَرَةٍ كِرَامٍ بَرَرَةٍ"[18]

ترجمہ: لکھا ہے عزت کے ورقوں میں، اونچے رکھے ہوئے نہایت ستھرے، ہاتھوں میں لکھنے

والوں کے، جو بڑے درجہ والے نیک کار ہیں۔

اس آیت سے صرف یہ ثابت نہیں ہوتا کہ قرآن صحیفوں کی صورت میں لکھا گیا ہیں بلکہ اس میں لکھنے والوں کی ان خصوصیات کا بھی ذکر ہوا ہے۔ وہ شہادتیں جو قرآن نے خود ذکر کی ہیں، اس کے بعد کیا اس کے لیے بیرونی شہادتوں کی ضرورت ہے؟ خود قرآن کہتا ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے اسکی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے، دوسری آسمانی کتابوں کے ساتھ تحریفات کے واقعات جو پیش آئے تھے، اللہ تعالیٰ نے ابتداء ہی سے قرآن کو اس سے محفوظ رکھا۔

جس کتاب کے الفاظ، معانی و مطالب کے بیان و تشریح کا ذمہ اس ذات نے لیا ہے جس کا وجود ماضی، حال و مستقبل سب سے برابر تعلق رکھتا ہے تو پھر کیا وجہ ہو سکتی ہے کہ وہ اپنی ذمہ داری کو تاریخ کے ہر دور میں کیوں پورا نہ فرمائے گا۔ یہی دیکھا جا رہا ہے کہ ہر زمانہ کے اقتضاء کے مطابق قرآنی معانی و مطالب کی تشریح و تعبیر کرنے والے مسلسل چلے آرہے ہیں۔ ہر زمانہ شرعی تقاضوں کو قرآن پورا کر رہا ہے۔ یہ بھی اس کے محفوظ عن التحریر اور اصلی ہونے کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

"اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَه لَحَافِظُوْنَ"[19]

"ہم نے آپ پر اتاری ہے یہ نصیحت اور ہم آپ اس کے نگہبان ہیں۔"

2: خارجی شہادتیں

قرآن کی اندرونی شہادتوں کے اجمالی تذکرہ کے بعد مولانا مناظر احسن گیلانیؒ نے بیرونی شہادتوں کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ آپ نے سب سے پہلی جو دلیل پیش کی ہے وہ "علامہ طبری" (أبو جعفر محمد بن جریر بن یزید الطبری، 839ء-923ء) کے بیان کو دلیل بنایا۔ آپ نے اپنی تفسیر "مجمع البیان" میں لکھا ہے۔

"ان العلم بصحة نقل القرن كالعلم بالبلدان والحوادث الكبار والوقائع العظام الكتب المشهوره"[20]

ترجمہ: قرآن کی منتقلی کی صداقت کا علم ملکوں اور بڑے حادثات، عظیم حقائق اور شہرہ آفاق کتب کی طرح ہے۔

اگر ایک تاریخی، نحوی یا کسی بھی کتاب میں ہم کمی یا زیادتی نہیں کر سکتے تو پھر قرآن میں کمی یا اضافے کا کیا جواز ہو سکتا ہے۔ کہ ایک ادنیٰ طالب علم اس شخص کو ٹوک سکتا ہے جو فتحہ کی جگہ کسی حرف یا کلمہ کو رفع کے ساتھ پڑھے گا۔ یہ تجربہ کئی مرتبہ سامنے آچکا ہے۔ طرح طرح کے لوگوں نے قرآن میں تحریف کی کوششیں ہر دور میں

کی ہے لیکن آج تک کامیاب نہیں ہوئے اور انشاء اللہ قیامت تک کامیاب بھی نہیں ہونگے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایاہے:

وَإِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوابِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِۦ وَٱدْعُوا شُهَدَآءَكُم مِّن دُونِ ٱللَّهِ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ[21]

ترجمہ: اور اگر تم اس کے بارے میں شک میں مبتلا ہو جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا ہے تو اس جیسی کوئی ایک سورت ہی بنالاؤ، اوراللہ کے سوااپنے حمائتیوں کوبلالواگر تم سچے ہو۔

قرآن پاک کے جمع وترتیب کے سلسلہ میں بیرونی روایتوں کا جو ذخیرہ موجود ہے اس کو مناظر احسن گیلانیؒ نے دوقسموں میں تقسیم کیاہے۔ آپ لکھتے ہیں:

"میرے نزدیک ان کی دو قسمیں ہیں۔ ایک حصہ تو ان روایتوں یا شہادتوں کا ہے جن سے قرآن کے بعض اجمالی بیانات یا شہادتوں کی شرح ہوتی ہے۔ دوسرا حصہ وہ جسے مولانا گیلانیؒ نے مغالطات کانام دیاہے۔"[22]

تشریحی روایات:

قرآن پاک کانزول وقفہ وقفہ سے یعنی تدریجاہوا۔ اس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی مقامات پر ذکر فرمایاہے۔ اس دعوے کی تفصیل روایتوں میں یوں ملتی ہے کہ قرآن ایک سوچودہ(114)سورتوں پر مشتمل ہے۔ ہر سورۃ کو مستقل ایک کتاب یا رسالہ شمار ہوئی ہے۔ جیسے تاریخ، فلسفہ، طب اور جغرافیہ وغیرہ اگر ایک مصنف تصنیف کرناشروع کرے اور وہ اپنی تصنیف میں یہ طریقہ اختیار کرے کہ جس رسالہ یاکتاب کا مواد مل جائے وہ اسے متعلقہ کتاب میں درج کرتا رہے اسی طرح آہستہ آہستہ دس بیس سال میں اس کی تمام تصانیف مکمل ہو جائیں۔ کچھ یہی کیفیت قرآنی سورتوں یا ان رسالوں کی ہے جس کے مجموعہ کو ہم قرآن کہتے ہیں۔ ان سورتوں یا رسالوں میں بعض پہلے اور بعض بعد میں اختتام تک پہنچیں۔ قرآن پاک کے تمام رسائل(سورتوں)کانزول تقریبا تیئیس(23)سال میں مکمل ہوا۔ اسی طرح کے الفاظ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی روایت میں بیان کئے ہیں جو ابوداؤد، نسائی اور ترمذی وغیرہ میں بیان ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتاہے:

"ان رسول اللہ ﷺ کان ممایا تی علیہ الزمان ینزل علیہ السور ذات العدد-"[23]

ترجمہ: ایساوقت بھی آتا کہ رسول اللہ ﷺ پر متعدد سورتیں اترتی تھیں۔

مطلب یہ کہ قرآنی آیات کو متعلقہ سورتوں میں لکھنے کا حکم حضرت محمد ﷺ کو حضرت جبرئیل علیہ السلام دیتے تھے۔ جیسے قرآن پاک میں ہے کہ:

"ولا تخطّه بیمینک"[24]

ترجمہ: اور نہ لکھتا تھا اپنے دہنی ہاتھ سے

اس میں یہ صاف کہا گیا ہے کہ صاحب وحی ﷺ لکھنا نہیں جانتے تھے لیکن آپ ﷺ نے ایک نہیں بلکہ صحابہ میں سے 40 سے زیادہ اصحاب کرام کو اس کام "تصنیف" کے لیے مقرر کر رکھا تھا، جس وقت قرآن کی جس سورۃ کی جن آیتوں کی وحی نازل ہوتی تو وہ حضرات فوراً لکھا کرتے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اسلام میں داخل ہونے کی وجہ یہی تھی کہ آپ کے بہن قرآن پڑھ رہی تھی جب آپ نے اس اوراق کو چھیننا چاہا تو بہن نے انکار کیا، اور ابتداء اسلام کا یہ واقعہ اس عامیانہ خیال لوگوں کی تردید کے لیے کافی ہے۔

بعض لوگ بخاری کی اس حدیث کا مطلب کچھ عجیب و غریب بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درخواست پر عمل میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لیت و لعل کیا مگر بعد میں راضی ہو گئے۔ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ نے یہ کہا تھا کہ میں اس کام کو کیسے کروں جس کام کو حضرت محمد ﷺ خود نہیں کیا ہو۔

" قالَ أبو بَكْرٍ: قُلتُ لِعُمَرَ: كيفَ أفْعَلُ شيئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسولُ اللَّهِ صلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ؟ فَقالَ عُمَرُ: هووَاللَّهِ خَيْرٌ "[25]

ترجمہ: ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس پر میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا، ایسا کام میں کس طرح کر سکتا ہوں جو خود رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، اللہ کی قسم یہ تو محض ایک نیک کام ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں جو تدوین کی گئی ہے اس کا مطلب یہ تھا کہ قرآن پاک کو ایک ہی تقطیع اور سائز میں لکھوا کر ایک ہی جلد میں جمع کیا گیا یہ کام حکومت کی نگرانی میں کیا گیا۔ یہ وہی کام تھا جسکے احکامات حضرت محمد ﷺ نے اپنی زندگی میں نہیں فرمائے تھے۔ بلاشبہ یہ ایک نیا اقدام تھا۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس اقدام کے متعلق اگر تردد تھا تو اس کی گنجائش بھی تھی۔ لیکن بعد میں آپ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ بھی وہی تھا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مشورہ تھا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کام کے لیے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا انتخاب فرمایا آپ نے اس کام کو بڑی محنت اور جانفشانی کیساتھ مکمل کیا۔ اور اسی طرح

تمام قرآنی سورتوں کے لکھوانے کا کام اور سب کو ایک ہی جلد میں جمع کرانے کا کام عہد صدیقی ہی میں ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کی وصال کے تقریباً ایک سال بعد ہی یہ کام مکمل ہوا۔ علامہ قسطانی شارح بخاری کے حوالہ سے الکتانی (السید محمد عبد الحی الکتانی ،1884-1962ء) نے لکھاہے:

"قد كان القرآن كله مكتوبا فى عهده ﷺ لكن غير مجموع فى موضع واحد"[26]

ترجمہ: قرآن تمام کا تمام حضرت محمد ﷺ کے زمانہ مبارکہ ہی میں لکھا جا چکا البتہ ساری سورتوں کو ایک ہی جگہ جمع نہیں کیا گیا تھا۔

اسی طرح حارث محاسبی جو احمد بن حنبلؒ کے معاصرین میں سے ہیں اپنی کتاب "فہم السنن" میں لکھتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ کے گھر میں جو مجموعہ تھا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم پر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اسے یکجا کیا تھا، آپ لکھتے ہے:

" وكان ذلک بمنزلة أوراق وجدت في بيت رسول االله ﷺ فيها القرآن منتشر فجمعها جامع وربطها بخيط -"[27]

اور یہ ان اوراق کی طرح تھا جو حضور ﷺ کے گھر میں پائے گئے تھے -ان میں قرآن الگ الگ طور پر لکھا ہوا تھا۔اسی کو جامع نے جمع کر دیا۔اور ایک دھاگے کے ساتھ اس طرح پرو دیا کہ اس میں سے کوئی حصہ ضائع نہیں ہوا۔

اور رہی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جو خدمت قرآن ہوئی ہے اس کے اسباب تو اظہر من الشمس ہیں۔ مختلف عجم ممالک کے لوگ جب اسلام میں داخل ہوئے جن کی مادری زبان عربی نہ تھی۔ تو الفاظ و حروف کے صحیح ادائیگی پر قدرت عموماً کم پائی جاتی ہے - یہ اختلاف تو عرب کے قبائلی اختلاف لب ولہجہ میں بہ کثرت پایا جاتا تھا۔ اور اس نوعیت کی اختلاف دنیا کی تمام زبانوں میں پایا جاتا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے مشورے سے اس نسخہ کو نقل کرانے کے لیے جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں تیار ہوا تھا، ایک کمیٹی کے سپرد کر دیا۔ کمیٹی کا سربراہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہی کو مقرر کیا آپ ہی نے عہد صدیقی میں وہی نسخہ تیار کیا تھا اور ساتھ 11 صحابہ کرام کو آپ کی مدد کے لیے مقرر کیا۔ یہ حکم دیا گیا کہ کتابت کی حد تک قرآن پاک کو اسی لہجہ اور رسم الخط میں لکھا جائے جو حضرت محمد ﷺ کا لہجہ اور رسم الخط تھے۔ اسی طرح کچھ نسخے تیار کئے اور مختلف صوبوں میں بھیجے۔ ساتھ یہ بھی حکم جاری کیا کہ اپنی انفرادی یا قبائلی لہجوں اور الفاظ سے لکھے ہوئے تمام نسخے حکومت کے حوالے کر دیں۔ اس بارے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا

قول ہے:

"نرى ان نجمع الناس على مصحف واحد"[28]

ہمارا خیال ہے کہ لوگوں کو ایک ہی مصحف پر جمع کر دیا جائے۔

ظاہر ہے کہ قرآن مجید نہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر نازل ہوا تھا اور نہ آپ نے ابتداء لکھوایا تھا حتی کہ ایک جلد میں تمام سورتوں کو مجلد کرانے کا کام بھی آپ کی خلافت سے پہلے سر انجام ہو گیا تھا۔ البتہ آخر میں صرف آپ نے مختلف لہجوں کے بجائے مسلمانوں کو ایک ہی نسخہ پر جمع کرنے کا انتظام اپنی حکومت کی طرف سے کیا تھا۔ لیکن جہاں لوگوں نے آپ کی خدمت پر خراج تحسین پیش کیا وہاں مخالف فریق جو زیادہ گرم جوش تھے وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر طرح طرح کی الزامات لگانے لگے، وہ کہتے کہ قرآن جو حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا تھا ان لوگوں نے اس کا نام "بیاض عثمانی" رکھ دیا۔ تو بنی امیہ کے اس رویہ اور طرز عمل کی مخالفت میں بعض لوگوں نے مسلمانوں میں من گھڑت قسم کے روایات پھیلا دیں۔ اور ان میں جو چالاک لوگ تھے وہ جانتے تھے کہ جعلی روایات کا پردہ بآسانی چاک ہو جائیگا۔ انہوں نے اسی دوران بعض صحیح اور ثابت روایتوں کو غلط مقصد کے لیے استعمال کرنا شروع کیا۔ ان لوگوں کی یہ تدبیر زیادہ کارگر ثابت ہوئی اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اچھے اچھے لوگ بھی ان مغالطوں کا شکار ہو گئے۔ اس بارے میں مولانا مناظر احسن گیلانیؒ نے کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:

مولانا گیلانیؒ نے سہولت کے لیے ان روایات کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے، ایک وہ حصہ جو فرضی اور خود تراشیدہ روایات کا ہے مولانا نے ان کی تعبیر "مضحکات" کے لفظ سے کی ہے اور جن صحیح روایات سے جو ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے لوگوں کو مغالطہ دینے کی کوشش کی گئی ہے ان کے لیے آپ نے "مغالطات" کا نام دیا ہے۔[29]

مضحکات:

1. کہا گیا ہے کہ قرآنی آیت "وقفوھم انّھم مسئولون"[30] کے آخر میں "عن ولایۃ علی" کے الفاظ تھے جس کو عہد عثمانی میں قصداً قرآن پاک سے خذف کیا گیا ہے۔ (وہ کہتے تھے کہ قرآن میں اس طرح لکھا ہے کہ میدان حشر میں لوگوں کو کھڑا کر کے علی کرم اللہ وجہ کی ولایت کے متعلق پوچھا جائے گا)۔
2. اسی طرح ایک صاحب "محمد بن جہم الہلالی" تھے انہوں نے یہ مشہور کیا کہ اس قرآنی آیت "امۃ ھی اربی من امّۃ"[31] میں تحریف ہوا ہے اصلی الفاظ یہ ہے "ائمتنا ھی اربی من ائمتکم" (وہ کہتے کہ قرآن میں لکھا تھا کہ ہمارے بنی ہاشم کے ائمہ و حکمران بنی امیہ کے حکمرانوں سے بہتر ہیں)۔
3. اسی طرح وہ کہتے تھے کہ قرآن میں قبیلہ قریش کے ستر (70) نام بقید نسب موجود تھے۔ حضرت عثمان رضی

اللہ عنہ نے سب کو ساقط کیا ہے۔ بہر حال علامہ طبری نے ان ساری روایات اور گپوں پر تنقید کیا ہے اور وہ لکھتے ہیں:

"الزيادة فيه اى القرآن فمجمع على بطلانها و اما النقصان فقد روى عن قوم من اصحابنا و قوم من حشوية العامة والصحيح خلافه"۔[32]

ترجمہ: قرآن مین غیر قرآنی عنصر کا اضافہ یہ مسئلہ اجماعی و اتفاقی ہے (شیعوں اور سنیوں دونوں کا ہے) کہ ایسا نہیں ہوا، باقی کمی یعنی قرآن کی کچھ آیتیں حذف ہو گئیں) سو ہمارے یہاں کے بعض لوگ (شیعہ) اور عام یعنی سنیوں کے بعض حشویہ سے اس کا دعوٰی منقول ہے لیکن صحیح یہی ہے کہ یہ بھی غلط ہے۔

مغالطات:

روایتوں کا دوسرا حصہ جس کو مولانا گیلانیؒ نے مغالطات کا نام دیا ہے۔ ان روایات کے بارے میں علامہ طبری نے اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اہل سنت کے محدثین کے بعض روایتوں میں بھی نقص پایا جاتا ہے، مطلب کہ قرآن کی بعض آیات جو پہلے قرآن میں موجود تھے لیکن بعد میں حذف کیا گیا۔ آپ کہتے ہیں کہ خود وہ روایتیں غلط نہیں بلکہ جو نتیجہ پیدا کیا گیا تھا وہ ضرور غلط فہمی اور ضرر پر مبنی تھا۔

نتیجہ یہ نکلا کہ عام دستور اور قاعدہ کے مطابق کہ مصنف کی طرف سے قاری کے سامنے جس شکل میں بھی ایک کتاب پیش ہوتی ہے اس شکل ہی کو لوگ اصلی شکل مان کر پڑھنا اور پڑھانا شروع کر دیتے ہیں۔ اس دستور کے مطابق قرآن کی بھی اپنی واقعی شکل کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے، جس حال میں اللہ تعالٰی نے حضرت جبرئیلؑ کے ذریعے حضرت محمد ﷺ پر نازل کیا تھا بس وہی قرآن کی اصلی شکل ہے۔ ابتداء سے لیکر اس وقت تک قرآن پاک اپنی شکل میں نسل در نسل منتقل ہوتا ہوا چلا آرہا ہے۔ یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہیگا۔

References

1. Surah Hajar,v:9
2. Surah al Qiyamah,v:19
3. Al kitabi, V: 2,P:384, bahavala Tagveen Quran,p:43
4. Miftahi,Maulana Zafir Uddin, hayat Gilani, Majlis nashriyat Islam, Karachi, 1994, p:36
5. Gilani, Ahsan, Manazir,Sayed, Maulana, Maqlaat Ehsani, Idarah, Majlis elmi,Karachi, E:2,1399,p:12
6. Nadvi, Husni, Ali, Abu Al hasan, Maulana, Purany Charagh,Maktabah firdos, makarim nagar, lakhnao,2010,v:1,P:55-56
7. Gilani,Ahsan, Manazir,sayed, Maulana, Taveen Quran, Maktabah Al Bukhari, Sabri park, Karachi,2005,p:5
8. Gilani,Ahsan, Manazir,sayed, Maulana, Taveen Quran,p:7
9. Gilani,Ahsan, Manazir,sayed, Maulana, Taveen Quran,P:34

10. Surah Al nisaa, V:123
11. Gilani,Ahsan, Manazir,sayed, Maulana, Taveen Quran,p:39
12. Tazkirah Huffaz lizahabi,v:1,p:26 (bahavala Tadveen Quran)
13. Gilani,Ahsan, Manazir,sayed, Maulana, Taveen Quran, p:41-42
14. Surah Al Baqrah,v:2
15. Surah Al furqan,V:5
16. Gilani,Ahsan, Manazir,sayed, Maulana, Taveen Quran,p:46
17. Surah Al Toor,v:1-3
18. Surah Abas,v:13-16
19. Surah Al Hajar,v:9
20. Tabri,Alamah, mUqadimah roh ul Maanai, maktabah Imdadiah Multan, Pakistan,v:1,p:24
21. Surah Al Baqarah,v:23
22. Gilani,Ahsan, Manazir,sayed, Maulana, Taveen Quran,p:58,94
23. Mukhtasar kanzul umal bar hashiah musnad Ahmad, almaktab al islami beroot, E:5,v:2,p:48
24. Surah Al ankaboot,v:48
25. Sahih al Bukhari,H:4679
26. Al katani, altarteeb al adariah,v:2,p:284(bahavalah Tadveen Quran)p:82
27. Bahavalah imam jalal Uddin Suoti, Al itqan,v:1,p:58
28. Mukhtasar kanzul umal bar hashiah musnad Ahmad,v:2,p:50
29. Gilani,Ahsan, Manazir,sayed, Maulana, Taveen Quran,p:92
30. Surah Al saffat,v:24
31. Surah Al Nahl,v:92
32. Roh ul maani,v:1,p:24,(bahavalah tadveen Quran, p:92)